سلسلۂ اشاعت امامیہ مشن پاکستان رجسٹرڈ لاہور ۶۵

روزہ

از قلم

سرکار سید العلماء علامہ سید علی نقی النقوی صاحب قبلہ

مجتہد العصر

قیمت ۲ آنے

امامیہ مشن پاکستان

کے سلسلہ اشاعت کا بیسواں کتابچہ "روزہ" آپ کے زیر نظر ہے۔ جو کس سے پہلے امامیہ مشن لکھنؤ کے اپنے سلسلۂ اشاعت کے نمبر ۱۶۳ کے تحت شائع ہو کر پسند خاص و عام کی سند حاصل کر چکا ہے۔

امامیہ مشن پاکستان نے جہاں گذشتہ سال چہاردہ معصومین علیہم السلام کی مقدس سوانح حیات علیحدہ علیحدہ نہایت اختصار کے ساتھ سولہ سولہ صفحات پر شائع کی تھیں۔ تاکہ خاص و عام مستفید ہو سکیں، وہاں امسال فروع دین سے متعلق رسائل کی اشاعت کو مکمل کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ اس سلسلہ کی پہلی کڑی نماز گذشتہ سال شائع ہو چکی ہے اب یہ دوسرا رسالہ روزہ کے متعلق پیش کیا جا رہا ہے۔

اس مختصر مگر وقیع پیشکش میں بھی سرکار سید العلماء مدظلہ العالی نے اپنی مخصوص طرز نگارش اور حسن بیان کے ساتھ روزہ سے بعد احکام بیان فرمائے ہیں جس سے ہماری قوم کا ہر فرد یکساں مستفیض ہو سکتا ہے۔

ملت جعفریہ کے مخیر حضرات کی خدمت میں التماس ہے کہ ایسے رسائل کو مشن کے رعایتی نرخ پر خرید کر کے مفت تقسیم کا اہتمام کریں تاکہ قوم کا بچہ بچہ ان جواہر ریزوں سے واقف ہو سکے۔ مفت تقسیم کے لیے مشن کی طرف سے ۲۵ فیصدی رعایت دی جاتی ہے۔

جنرل سیکرٹری

مارچ ۱۹۵۹ء

امامیہ مشن پاکستان، اردو بازار، لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم ط

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ علیٰ
سید الانبیاء والمرسلین والہ الطاہرین

"روزہ" احکام اسلام میں نمایاں اہمیت رکھتا ہے۔ یوں تو روزہ مختلف مذاہب میں ہے۔ مگر اسلام نے جس روزہ کو عبادت قرار دیا ہے وہ طلوع صبح صادق سے غروب تک رضائے الٰہی کی خاطر کچھ خاص امور کو جیسے اکل و شرب وغیرہ ترک رکھنا ہے۔

روزہ کے فوائد

فوائد دو قسم کے ہوتے ہیں۔ روحانی اور مادی۔ روحانی ارتقاء ادراک و معرفت اور شریف جذبات کے قوت پانے سے ہوتا ہے، اور مادی فوائد اپنی ذات سے متعلق بھی ہو سکتے ہیں اور دوسرے افراد بشر سے بھی۔

روزہ مجموعی طور پر ان تمام فوائد کا حامل ہے۔
سب سے پہلی چیز ارتقائے روحانی جو احساسِ عبودیت سے پیدا ہوتا ہے۔ یہی احساس عبادت کی اصل روح و حقیقت ہے اور اس سے انسان کو اپنے افعال و اعمال کی نگرانی کا خیال ہوتا ہے، کہ وہ کوئی ایسا کام نہ کرے جو خالق کی مرضی کے خلاف ہو، اسی کا نام ہے تقویٰ۔
روزہ نفسِ انسان میں اس صفت کو قوت دیتا ہے، اس طرح کہ وہ عملی طور پر نفسانی خواہشوں سے مقابلہ کی مشق کرا دیتا ہے۔ وہ زندگی کی ضرورتیں اور نفس کی خواہشیں جن میں آدمی اپنے کو مقید محسوس کرتا ہے، عملاً ہیچ ثابت ہوتی ہیں اس غیبی طاقت کے فرمان کے سامنے اور اسی احساس کی ترقی وہ ہے جو انسان کو اس کی راہ میں اپنی جان تک کی قربانی پر آمادہ کر سکتی ہے۔
غور کیجئے تو انسانی جذبات ہی تمام جرائم کا سرچشمہ ہیں اور ان جذبات پر قابو حاصل کرنا ہی انسان کی عملی بلندی ہے۔
انسان کا کمال یہ نہیں ہے کہ اسے غصہ آئے ہی نہ۔ غصہ تو انسان کے لیے ایک ضروری چیز ہے، جس سے بہت سے قابلِ تعریف اقدامات بھی عمل میں آتے

ہیں۔ لیکن انسان کا کمال یہ ہے کہ غصہ کا بے محل استعمال نہ کرے۔ اسی طرح انسان کا کمال یہ نہیں ہے کہ اس میں خواہشوں کی پیدائش ہی نہ ہو۔ ایسا شخص تو مریض ہے۔ بلکہ کمال یہ ہے کہ اپنی خواہشوں کو صحیح طور پر موقع و محل دیکھنے کے ساتھ پورا کرے۔

انسان اور حیوان میں کردار کے اعتبار سے یہی فرق ہونا چاہیئے۔

روزہ، جذباتِ نفس پر قابو پانے کے لیے ایک بہترین ریاضت ہے۔ اس میں بہت سی حلال خواہشیں جنہیں پورا کرنے پر عموماً انسان موردِ الزام نہیں بنتا، محدود زمانہ تک یک قلم روک دی جاتی ہیں۔ اور اس طرح انسان کی ہر خواہش کے اس کے قابو میں ہو جانے کا زیادہ امکان پیدا ہوتا ہے۔ اور انسانیت کا جوہر انسان میں ترقی کی منزل پر پہنچتا ہے۔

اس کے علاوہ روزہ سے غریبوں کی تکلیف اور اُن کے دُکھ درد کی قدر ہوتی ہے۔ یُوں عموماً امیروں کو کبھی فاقہ کی تکلیف کا ذائقہ چکھنا ہی نہیں ہوتا۔ روزہ رکھنے کے بعد اُنہیں بھوک کی تکلیف کا احساس ہوتا ہے۔ اور

اس طرح غرباء کی خبر گیری کا جذبہ پیدا ہو سکتا ہے۔
مادی فائدہ جو روزہ سے حاصل ہو سکتا ہے، وہ یہ ہے کہ جسم کے اکثر فاسد اخلاط و مواد جو پیٹ میں جمع ہو جاتے ہیں روزہ کے سبب سے تحلیل ہو جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ معدہ کی مشین جو گیارہ مہینے مسلسل چلتی رہتی ہے اسے ایک ماہ کسی حد تک آرام لینے کا موقع ملتا ہے، اور معدہ میں از سر نو طاقت پیدا ہو جاتی ہے۔
اقتصادی حیثیت سے بھی اگر انسان خواہ مخواہ افطار میں کام و دہن کی لذت کا در پے نہ ہو، تو روزہ کی وجہ سے ایک وقت کے کھانے کا پیسہ پس انداز کر کے اسے کچھ مفید قومی اور مذہبی کاموں میں صرف کیا جا سکتا ہے۔

حفظان صحت کا خیال

اسلام چونکہ روحانیت کے ساتھ انسان کے جسمانی تحفظ کا بھی ذمہ دار ہے، اس لیے اس نے روزہ میں صبر و برداشت کا مطالبہ اسی حد تک کیا ہے کہ انسانی صحت اور زندگی کو اس سے کوئی نقصان نہ

پہنچے، اس لیے لازمی طور پر روزہ کی میعاد صرف طلوع صبح صادق سے غروب آفتاب تک رکھ دی ہے۔

صوم وصال یعنی ایک دن سے زیادہ کے مسلسل روزہ کو حکماً ممنوع قرار دے دیا ہے۔ اس کے علاوہ اگر انسان بیمار ہو کہ روزہ اسے نقصان پہنچائے یا مسافر ہو، تو اس حالت میں روزہ نہ رکھے بلکہ اس کے بعد کسی دوسرے زمانہ میں اس کی قضا کرلے۔ اسی طرح ضعف پیری یا غیر معمولی گرم مزاجی سے پیاس کے غلبہ یا عورت کو حمل و رضاع کے عوارض سے روزہ زیادہ باعث تکلیف ہو تو روزہ کے بجائے فدیہ کا حکم دے دیا گیا کہ ہر روزہ کے بجائے ایک مُد (سوا تین پاؤ غلہ) کسی مسکین کو دے دے۔ پھر ان روزوں کی قضا کی بھی ضرورت نہیں ہے۔

زمانۂ صوم

روزہ کے وجوب کو ضبط و نظام کے تحفظ کے لیے اسلام نے ایک خاص زمانہ کے ساتھ متقید کر دیا ہے۔ اور وہ ماہ رمضان ہے جو قمری سال کا نواں

مہینہ ہے۔ اگر زمانہ مقرر نہ ہوتا تو کوئی شعبان میں روزے رکھتا، کوئی شوال میں۔ کوئی متفرق طور پر۔ اس میں وہ اجتماعی شان پیدا نہیں ہو سکتی تھی جو اس تعین کے بعد پیدا ہو گئی۔ اس اجتماعی شان کی وجہ سے روزہ کے فرض کا ادا کرنا باوجود طبعاً ناخوشگوار ہونے کے خوشگوار ہو جاتا ہے۔ اس لیے کہ سب ایک رنگ میں ہوتے ہیں۔

مفطراتِ صوم

حسب ذیل اشیاء وہ ہیں جن کا ترک کرنا روزہ میں ضروری ہے :-

۱۔ کھانا، پینا بقصد و اختیار۔

۲۔ بقصد و ارادہ اپنے کو مبتلائے جنابت کرنا۔ خواہ کسی صورت سے ہو۔ اس کے لیے بعض اوقات بعض اشخاص کو نگاہ اٹھا کر بغور دیکھنے تک سے خواہ اپنی شریکِ زندگی تک پر کیوں نہ ہو احتراز کرنا پڑے گا۔

۳۔ رات کو اگر ارادی یا غیر ارادی طور پر ایسا اتفاق ہو تو پھر صبح ہونے تک جان بوجھ کر اسی حالت

میں بلا غسل باقی رہنا۔

۴۔ غبارِ غلیظ کو حلق کے نیچے اترنے دینا۔

۵۔ عمداً استفراغ کرنا۔

۶۔ کسی سیال چیز کا اِل لینا۔

۷۔ سر کو پانی کے اندر مثلاً حوض وغیرہ میں لے جا کر ڈبونا۔

۸۔ خدا و رسولؐ اور ائمہ معصومین علیہم السلام پر جھوٹ باندھنا، یعنی کسی قول یا فعل کو ان حضرات میں سے کسی کی جانب غلط طور پر منسوب کرنا۔ اس کا لحاظ رکھنے کی زیادہ تر مقررین اور ذاکرین کو ضرورت ہے۔

چاند

اسلام نے اپنے شرعی احکام میں آفتاب کے سال اور مہینوں کا اعتبار نہیں کیا ہے۔ جس کے لیے حساب دانی کی ضرورت ہوتی ہے۔ بلکہ چاند کا اعتبار کیا ہے جو محسوس امر ہے۔ چنانچہ روزوں کو بھی قمری مہینے ماہِ رمضان میں قرار دیا ہے۔ جب چاند ہو گیا روزہ واجب اور پھر جب دوسرا چاند ہوا (شوال کا)

تو روزہ حرام۔

اس کے علم کا اصلی ذریعہ مشاہدہ ہی ہے۔ لیکن اکثر اوقات ایسا ہوتا ہے کہ انسان چاند کی تحقیق کو خود نہ جا سکا یا نہیں گیا، یا یہ کہ مطلع ابر سے گھرا ہوا، اس لیے چاند دکھائی نہ دیا تو اس کے لیے کچھ اور ذرائع بھی قرار دیے گئے۔ جیسے دو عادلوں کی گواہی عادل یعنی جن کی فرض شناسی اور پرہیزگاری پر اطمینان ہو۔ اس کے علاوہ مجتہد کا فیصلہ کہ چاند ہو گیا۔ یا چاند کا اس طرح زبان زدِ خلائق ہونا جس سے انسان کو وثوق پیدا ہو جائے۔ یہ سب باتیں ۲۹ کے چاند کے لیے ضروری ہیں اور اگر ۳۰ تاریخ ہے تو بہرحال چاند کا ہونا یقینی سمجھا جائے گا۔

نیّت

روزہ ایک عبادت ہے اور عبادت بغیر نیّت نہیں ہو سکتی۔ نیّت کوئی زحمت و مشقت کے ساتھ ذہن میں لایا ہوا تصور نہیں ہے۔ نہ زبان پر لائے ہوئے الفاظ۔ بلکہ نیت اس قصد کا نام ہے جو محرکِ عمل ہو۔ آخر آدمی ان مفطرات کو کس لیے ترک کر رہا ہے؟ اس

کا باعث حکمِ خداوندی اور رضائے باری ہونا چاہیئے
بس یہی نیت ہے۔ یہ بات ہر روزہ کے رکھتے
وقت ہونا چاہیئے۔ اس لیے یہ سمجھنا کہ شروع میں
ایک نیت تیسوں روزوں کے لیے کافی ہے، اور ہر
روزہ کے لیے نیت کی ضرورت نہیں ہے، غلط ہے۔

ایک خاص رعایت

اصولاً اگر کوئی عمل بہت سے اجزاء سے مرکب ہو یا
ایک خاص مدت تک قائم رہنے والا ہو تو اس کے
ہر جزو کو قصد و ارادہ کے ساتھ ہونا چاہیئے۔ مگر روزہ
کے باب میں شرع نے ایک خاص رعایت کی
ہے۔ کہ روزہ واجبی میں اگر انسان نے کچھ کھایا پیا نہ
ہو تو دوپہر کے قبل تک نیت ہو سکتی ہے۔

ایک اور رعایت

شعبان کا ۲۹ تاریخ کا چاند اگر مشکوک رہا تو ۳۰ شعبان
کو ماہِ رمضان کے قصد سے روزہ نہیں رکھ سکتا۔ بلکہ
اگر چاہے تو سنت کے قصد سے روزہ رکھے۔ پھر
اس کے بعد اگر یہ معلوم ہو جائے کہ یہ دن ماہِ رمضان

کا تھا تو یہ روزہ اسی حساب میں آجائے گا قضا کی ضرورت نہ ہو گی۔

ترکِ صوم کا کفارہ

ماہِ رمضان میں ایک دن بھی روزہ اگر عمداً نہ رکھے تو گنہگار ہونے کے علاوہ جرمانہ دینا واجب ہے، یہ کہ ساٹھ غریبوں کو کھانا کھلائے۔ یا دو مہینے مسلسل روزے رکھے، یا بندہ راہِ خدا میں آزاد کرے۔ فی زمانہ جب کہ بردہ فروشی قانوناً ممنوع ہے، پہلی ہی دو صورتوں میں تقریباً انحصار ہے۔

یہ کفارہ ادا کرنا ایک مستقل فریضہ ہے، نہ یہ کہ کفارہ ادا کر کے انسان فریضۂ صوم سے سبکدوش ہو جاتا ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہو کہ رؤسا اسی کو اپنا شعار بنا لیں کہ روزہ نہ رکھیں اور کفارہ ادا کر دیا کریں۔ اس سے وہ پیشِ خدا مواخذہ سے بری نہ ہوں گے۔

اگر نعوذ باللہ فعلِ حرام کے ساتھ روزہ کو ترک کرے مثلاً بجائے روزہ کے شراب خوری کرے یا ناجائز طور پر عورت سے تعلقاتِ خاص قائم کرے تو ایسے شخص کے لیے تینوں کفارے ایک ساتھ دینا لازم ہیں۔ یعنی ساٹھ

مسکینوں کو کھانا بھی کھلائے اور دو مہینے مسلسل روزے بھی رکھے اور ایک بندہ بھی راہِ خدا میں آزاد کرے موجودہ زمانہ میں اس کی صورت یہ ہو سکتی ہے کہ ان ممالک اسلامیہ میں جہاں بردہ فروشی ممنوع نہیں ہے جیسے حجاز وغیرہ، کسی شخص کے ذریعہ سے روپیہ بھجوا دے اور وہاں کسی غلام یا کنیز کو خرید کر آزاد کرے۔

روزہ کے آداب و قواعد

روزہ تزکیۂ نفس کے لیے ہے۔ اس لیے ائمہ معصومینؑ نے تاکید کی ہے کہ روزہ کی حالت میں انسان اپنے زبان و دل و نگاہ ہر حصۂ جسم کا احتساب قائم رکھے۔ چنانچہ حدیث میں ہے کہ جب تم روزہ رکھو تو تمہارے کان آنکھ اور جسم کی کھال ہر چیز روزہ دار ہو، مطلب یہ ہے کہ کان اُن آوازوں سے علیحدہ رہیں جن کا سننا شرع نے حرام قرار دیا ہے۔ نگاہ اُن مناظر کو دیکھنے سے الگ رہے جن کا دیکھنا ممنوع ہے جسم کی کھال ایسی اشیاء کو مس کرنے سے جدا رہے جن کا چھونا ناجائز ہے۔ اسی طرح اور اعضائے جسم قیود و حدود کے پابند رہیں۔ زیادہ صاف الفاظ میں تمہارے

روزہ کا دن بے روزہ والے دن کے مثل نہ ہو۔" ایک حدیث میں ہے۔

"جب روزہ رکھو تو زبانوں کو اپنی روکے رکھو، نگاہوں کو باز رکھو، آپس میں جھگڑا نہ کرو اور نہ باہم ایک دوسرے پر رشک و حسد کرو۔"

خصوصیت کے ساتھ اس کی ہدایت ہوئی ہے، کہ روزہ کی حالت میں خدمتگاروں پر سختی نہ کرو۔ پیغمبر خدا نے ایک خاتون کو سنا کہ وہ روزہ کی حالت میں اپنی کنیز کو گالیاں دے رہی تھی۔ حضرتؐ نے کہا، ان کے لیے کھانا لاؤ۔ اس خاتون نے کہا کہ میں روزہ سے ہوں۔ آپؐ نے فرمایا "تم کیسی روزہ سے ہو کہ اپنی لونڈی کو گالیاں دیتی ہو۔ یاد رکھو کہ روزہ فقط کھانے پینے کے چھوڑنے کا نام نہیں ہے۔" بلکہ روزہ میں یہ حکم ہے کہ غصہ کی بات بھی ہو تو ٹال دو۔ اور کہو کہ میں روزہ سے ہوں۔ اس لیے غصہ نہیں کروں گا۔ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا ہے اگر کوئی اس کے مقابلہ میں جہالت سے بھی کام لے تو یہ برداشت کرلے۔"

دو حدیثیں اس مضمون کی ہیں۔ "جس روزہ دار اللہ کے بندے کو گالیاں دی جائیں اور وہ یہ کہے کہ اللہ

تمہارا بھلا کرے، میں تمہیں اس طرح کے الفاظ نہ کہوں گا جیسے تم نے مجھے کہے، تو پروردگارِ عالم فرماتا ہے کہ میرے بندہ نے دوسرے شخص کی شرارت کے جواب میں میرے روزہ کی پناہ لی ہے۔ اب میں اس کو اپنے عذاب سے پناہ دوں گا۔ اسے بہشت میں داخل کیا جائے۔

اعتکاف

نیت کے ساتھ تین دن برابر روزے رکھ کر مسجد میں قیام کرنے کو اعتکاف کہتے ہیں۔ یہ ہر زمانہ میں مستحب ہے اور خصوصیت کے ساتھ ماہِ رمضان کے آخری دس دنوں میں اس کا بہت ثواب ہے۔

اعتکاف کے لیے ضروری ہے کہ شہر کی مسجد جامع میں ہو۔ اس عرصہ میں اس کو مسجد سے نکلنا جائز نہیں ہے مگر کسی ضرورتِ خاص یا کسی ایسے امرِ مستحب کے لیے جو بغیر مسجد سے باہر نکلے ہوئے انجام نہیں پا سکتا۔ جیسے تشییعِ جنازہ یا کسی برادر مومن کی حاجت براری کرنا۔ اور جب نکلے تو کسی سایہ دار جگہ پر نہ بیٹھے۔ اور مسجد سے باہر نماز نہ پڑھے۔ دو دن تک اعتکاف کا توڑنا

باختیار جائز ہے۔ لیکن تیسرے دن اعتکاف واجب ہو جاتا ہے۔ اور اگر اعتکاف نذر وغیرہ کی وجہ سے واجب تھا، خاص اسی زمانہ میں تو پہلے اور دوسرے دن بھی اس کا توڑنا جائز نہ ہوگا۔

حالتِ اعتکاف میں عورت سے خصوصی تعلقات قائم کرنا (یہاں تک کہ رات کو بھی) اس کے علاوہ خرید و فروخت کسی ذاتی بنیاد پر کسی سے بحث و تکرار کرنا، خوشبو سونگھنا سب ناجائز ہے۔

یہ تمام صورتیں ضبطِ نفس کا ملکہ پیدا کرنے کی ہیں جو عدل و اعتدال پر قائم رہنے کا اصل سرچشمہ ہے۔

حسینی فنڈ

میں حصہ لیکر نشر و اشاعتِ حسینیت میں ہمارا ہاتھ بٹائیے۔ مرسلہ رقم سے دوگنی قیمت کے رسائل ذوالحجہ کے مہینے میں ارسال خدمت کر دیے جائیں گے جن کو آپ اپنے ہاں کی مجالس عزا اور جلوس ہائے عزا کے ہمراہ مفت تقسیم کریں۔ ہمیں امید ہے کہ آپ انفرادی اور اجتماعی طور پر اس فنڈ میں زیادہ سے زیادہ عطیات ارسال فرما کر ثواب دارین حاصل کریں گے۔ ترسیل زر کا پتہ:-

جنرل سیکرٹری امامیہ مشن پاکستان۔ اردو بازار، لاہور